گلدستہ

مرتب

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

رضا اکیڈمی ۰ لاہور

پاکستان

سلسلہ مطبوعات نمبر 131

نام کتاب ———— گلدستہ

مرتب ———— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

صفحات ———— ۶۴

تعداد ———— ۱۱۰۰

سن اشاعت ———— ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء

مطبع ———— احمد سجاد آرٹ پریس ہوسپٹل روڈ لاہور

ھدیہ ———— دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈیمی رجسٹرڈ لاہور

عطیات بھیجنے کے لیے

رضا اکیڈمی اکاؤنٹ نمبر ۳۸/۹۳۸، حبیب بنک

دسن پورہ برانچ لاہور

بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات ۱۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں!!

ملنے کا پتہ

رضا اکیڈمی رجسٹرڈ مسجد رضا محبوب روڈ چاہ میران لاہور پاکستان

کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰، فون نمبر ۷۶۵۰۴۴۰

گلدستہ

◎

مرتب

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ناشر

رضا اکیڈمی • لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

حرفِ آغاز

(۱)

جانِ دو عالم ﷺ کی تشریف آوری پر خوشی منانے کو جی چاہتا ہے۔۔۔ ۔۔ خوشی کیوں نہ منائی جائے' نغمے کیوں نہ الاپے جائیں کہ لامکاں نغموں کی آواز سے گونج رہا ہے۔۔۔۔ ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی۔۔۔۔ "اللہ اور اس کے فرشتے نبی اکرم ﷺ پر رحمتیں بھیج رہے ہیں"

آواز پر آواز چلی آ رہی ہے۔۔۔۔

قل فبذالک فلیفر حوھو خیر مما یجمعون۔۔۔۔

"خوشیاں مناؤ کہ جو کچھ عطا کیا گیا ہے اس سے کہیں بہتر و برتر ہے جو تم نے جمع کیا ہے" ۔۔۔۔ ہاں خوشیاں مناؤ' کوئی گھڑی ذکر سے خالی نہ رہے' ذکر ہوتا رہے' کوئی کرتا رہے' کوئی سنتا رہے۔۔۔۔

یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔۔۔۔

محبت والو! اس طرح ان پر درود و سلام بھیجو کہ حق محبت ادا ہو جائے۔

جس سے محبت ہوتی ہے دل چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کا ذکر ہوتا رہے۔ ذکر کرنے میں اور لطف ہے اور دوسروں کی زباں سے سن سن کر جو کیف و سرور محسوس ہوتا ہے وہ کچھ اور ہی ہے' اس کا حال عاشق خستہ جگر سے پوچھیے!

(۲)

حضرت مفتی اعظم محمد مظہراللہ علیہ الرحمہ پیکر عشق و محبت تھے' سرکار دو عالم ﷺ کی محبت کی نشانی تھے' جمعتہ المبارک کو محفل منعقد ہوتی اور کچھ دیر یاد جاناں (ﷺ) میں نغمہ ریزی ہوتی' مجلس کیا تھی سراپا ادب تھی' محبت و خلوص کی جیتی جاگتی تصویر' ہر شخص محبت کے رنگ میں رنگا ہوا مودب نظر آتا۔۔۔۔ شعر و سخن سے کچھ لذت اندوزی مقصود نہ تھی کہ جس کو نماز کی لذت حاصل ہو گئی پھر وہ کسی اور لذت میں گرفتار نہیں ہوتا' آتش شوق کو بھڑکانے والی بات تھی' اور بس۔ اسی لئے یہ مجلس بہت ہی مختصر ہوتی مگر قیامت کا اثر رکھتی تھی۔

دیکھا جائے تو حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ خود ایک منہ بولتی نعت تھی' جو دیکھتا اسی افصح العرب (ﷺ) کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہو جاتا جس کے رنگ میں وہ رنگے ہوئے تھے۔

فطرت کا سرود ازلی اس کے شب و روز
آہنگ میں یکتا صفت سورہ رحمٰن

نعت خوانی کی ان محفلوں میں شریعت کا پورا پورا پاس و لحاظ رکھا جاتا' خلاف شرع کوئی شعر پڑھ دیتا' اسی وقت روک دیا جاتا' گلا پھرانے کی کوشش کرتا' فوراً سیدھا کر دیا جاتا' ہوس مسابقت میں ملوث نظر آتا' ٹوک دیا جاتا۔ اس مجلس کا حال مشاعروں اور نعت خوانی کی محفلوں سے قطعاً مختلف تھا' نہ واہ واہ نہ قہقہے نہ چہچہے' نہ آہ وزاری' نہ نالہ وشیون۔ خاموشی اور سکوت کا عالم ہوتا' نغمہ حبیب دل میں اترتا جاتا' کبھی کبھی بے اختیاری میں سیلاب اشک آنکھوں سے بہہ نکلتا' اور پوری مجلس کا عجیب عالم ہوتا۔

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

(۳)

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی حمد و نعت سے اسی دل چسپی اور محبت کی وجہ سے یہ سوچا کہ کیوں نہ آپ کی یاد میں نعتوں کا ایک گلدستہ پیش کر دیا جائے، اسی مقصد کے پیش نظر شعراء متقدمین، متوسطین اور متاخرین کے جو دواوین میسر آسکے ان پر ایک نظر ڈالی، جن شعراء نے نعت گوئی کو مسلک شعری کے طور پر اپنایا ہے ان کے ہاں بھی کوئی نعت اچھی مل سکی اور جو شعراء میدان غزل میں جولانیاں دکھاتے ہیں ان کا تو ذکر ہی کیا ہے، حمد و نعت سے اس طرح پہلو تہی کر جاتے ہیں کہ دیکھ دیکھ کے حیرت ہوتی ہے، شعراء متوسطین میں شیخ جان محمد شاد کا "دیوان سخن بے مثل" (۱۲۹۲ھ) نظر سے گزرا، حمد و نعت اور منقبت کو دو شعروں میں تمام کر دیا اور فارغ ہوئے شتابی سے، ملاحظہ ہو:۔

کنشف دہر میں غل ہے تری قدرت نمائی کا
وہ بت پیدا کئے ہیں جن کو دعویٰ ہے خدائی کا
نبی پر آئینہ ہے حال حیدر کی صفائی کا
وہ بھائی اے برادر ہے، پڑھے جو کلمہ بھائی کا
یہ دو مطلعے ہی حمد و نعت میں اے شاد کافی ہیں
غزل خواں ہو، ارادہ ہے اگر طبع آزمائی کا

(۴)

اصناف سخن میں "رباعی" کو مشکل ترین صنف کہا جاتا ہے، مگر فی الواقع

حمد و نعت اس سے بھی زیادہ مشکل ہے' رباعی میں تو صرف تنگیٔ داماں کی شکایت ہے مگر یہاں وسعت دامانی کے باوجود قدم قدم پر مشکلات کا سامنا ہے۔

دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں

اردو شعراء نے جس راہ پر جولانیاں دکھائی ہیں وہ اس راہ سے قطعاً مختلف ہے ---- بے لگام محبت اور بے دریغ اظہار کے لئے یہ میدان بہت تنگ ہے اسی لئے حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

جو کہے' شعر و پاس شرع' دونوں کا حسن کیوں کر آئے؟؟

لا اسے پیش جلوہ زمزمہ رضا' کہ یوں!

یہاں دماغ کی نہیں' دل کی ضرورت ہے' دل بھی دل صافی' جس کو خون جگر سے سنوارا گیا ہو ---- یہاں طوفان محبت کو قابو میں رکھنا پڑتا ہے' بے قابو ہو جائے تو محبت رسوا ہو جائے۔

پیش نظر وہ نو بہار' سجدہ کو دل ہے بے قرار

روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

یہاں حسن اظہار کا بڑا اہتمام کرنا پڑتا ہے ---- نعت گوئی کے لئے اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا دل اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تحمل و وقار چاہئے ---- پھر بھی وہ جو حق ادا ہونے والی بات ہے پوری ہو ہی نہیں سکتی۔

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

(۵)

بھلا رونق بزم کائنات ﷺ کی تعریف و توصیف کا کس سے حق ادا ہو سکتا ہے؟ ---- وہ جان رحمت و نعمت ہیں ----

وان تعدو انعمتہ اللہ لا تحصوھا ----

"رب کی نعمتوں کو گننا شروع کرو تو گنتے گنتے تھک جاؤ" ---- جب نعمتوں کو گننے کا یارا نہیں تو جان نعمت کی معرفت اور تعریف کا حق کس طرح ادا ہو سکتا ہے؟

جس کی جان پاک کی قسم جان جاناں کھائے ---- لعمرک "تیری جان کی قسم" ---- اس کی عظمت و شوکت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟ ---- جس کے سینہ عالی کو وہ تعالیٰ جل شانہ پاک وصاف کرے ----

الم نشرح لک صدرک ---- "ہم نے تیرے سینے کو کھول نہیں دیا"؟ ---- اس قلب صافی کی پاکیزگی و تقدس کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟ ---- جس کو وہ بصیر و علیم دکھائے ---- لنریہ من ایتنا ---- "تاکہ ہم اس کو اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں" ---- اور اس شان سے دکھائے ---- مازاغ البصر وما طغیٰ ---- نہ آنکھ جھپکی نہ حد سے بڑھی"

اس کی بصیرت و بصارت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟ ---- جس کو وہ نہ چھوڑے اور نہ اس سے روٹھے اور نہ چھوڑنے اور نہ روٹھنے کا اعلان عام کر دے ---- ما ودعک ربک وما قلیٰ ---- "تیرے رب نے نہ تجھ کو چھوڑا اور نہ وہ تجھ سے روٹھا" ---- اس کے قرب و نزدیکی اور رضا و خوشنودی کا کون اندازہ لگا سکتا ہے! ---- جس کے مکان مقدس کی وہ لامکان قسم کھائے ---- لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد ---- "قسم ہے اس شہر کی اور (یہ اس لئے) کہ تو جو اس شہر میں مکیں ہے" ---- اس کے رفعت مکان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟ جس کی حیات طیبہ کا یہ عالم ہو کہ ہر آنے والی گھڑی ایک نیا پیغام رفعت لے کر آئے ---- وللاخرتہ خیر

لک من الاولٰی ---- "اور تیری آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے"۔
--- اس کی سرعت، رفعت اور بلندی کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟

الغرض جس کے ذکر و فکر کو وہ جان خمد بلند فرمائے ---- ورفعنا لک ذکرک ---- "تیرے ذکر کو تو ہم نے بلند کردیا ہے" ---- اس کی بلندیوں کا کیا ٹھکانہ! ان کی شان تو یہ ہے ---- النبی اولٰی بالمومنین من انفسھم ---- "نبی محترم ﷺ تو مومنین سے، ان کی جانوں سے بھی زیادہ، ان سے قریب و نزدیک ہیں" ---- نظر کتنی قریب ہے، نظر نہیں آتی، جان کتنی نزدیک ہے، دکھائی نہیں دیتی ---- جو جان سے زیادہ قریب ہو، جو نظر سے زیادہ نزدیک ہو، وہ کیسے نظر آئے؟ ---- حقیقت محمدیہ کا ادراک آساں نہیں، عاشق صادق نے خوب کہا ہے

اللہ ہی کو معلوم ہے تم کون ہو کیا ہو؟

لیکن پھر بھی حکم یہی ہے کہ تعریف و توصیف کیے جاؤ، اپنی اپنی بساط کے مطابق کچھ نہ کچھ کہے جاؤ، یادوں کے چراغ جلائے جاؤ کہیں اندھیرا نہ ہو جائے!

(٦)

نگاہ محبت سے ہم نے بکثرت دواوین کا مطالعہ کیا، مگر مایوسی و حرماں نصیبی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا، امید تو یہ تھی کہ ان کیاریوں سے گل چیننے کے بعد جھولیاں بھر لی جائیں گی، مگر سر دامن بھی تر نہ ہوا۔

ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

بہرکیف تلاش و جستجو کے بعد متاع قلیل ہاتھ آگئی، عزیزم پروفیسر سید محمد عارف سلمہ، نے بھی اعانت فرمائی فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ پیش نظر انتخاب میں

مختلف دواوین کے محدود مطالعے کے بعد ان شعراء کے کلام سے حمد و نعت میں چند منظومات پیش کی جارہی ہیں:۔

۱۔ داغ دہلوی ۲۔ رضا بریلوی ۳۔ حسن بریلوی ۴۔ ظفر علی خاں ظفر ۵۔ سیماب اکبر آبادی ۶۔ جگر مراد آبادی ۷۔ جوش ملیح آبادی ۸۔ بہزاد لکھنوی ۹۔ اور ۱۰۔ کیف

(۷)

آخر میں یہ وضاحت بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ نعت گوئی میں حضرت رضا بریلوی (۱۸۵۶ء / ۱۹۲۱ء) کا بڑا پایہ ہے' عقیدت مندوں میں آپ کو "اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے' اردو ادب کے تذکرہ نگاروں اور تاریخ نویسوں نے بڑی تنگ دلی سے کام لیا ہے' بعض نے سرسری ذکر کیا ہے اور بعض نے تو نظر انداز ہی کر دیا ہے' شاید اس لئے کہ وہ کسی کے شاگرد نہ تھے' وہ تلمیذ رحمٰن تھے' مگر نعت گو شعراء میں ان کے مقابلے کا کوئی نہیں' اس صنف شاعری میں وہ سرتاج شعراء ہیں' نعت گوئی میں اپنے مقام و مرتبہ کا خود ان کو بھی احساس تھا' اور اس میں کوئی تعلی نہیں ۔

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں' کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واقف شاہ ہدیٰ' مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

محمد مسعود احمد

صدر شعبہ اردو
گورنمنٹ ڈگری کالج' کوئٹہ

۲۱ جمادی الاول ۱۳۸۹ھ
۶ اگست ۱۹۶۹ء

حمد

۱

جلوہ اس کا نظر نہیں آتا
نہیں آتا نظر، نہیں آتا

آنکھ کھلتے ہی خواب غفلت سے
ہائے کیا کیا نظر نہیں آتا

ڈھونڈتی ہیں جسے مری آنکھیں
وہ تماشا نظر نہیں آتا

تو نے جس دن سے کی مسیحائی
کوئی اچھا نظر نہیں آتا

عشق در پردہ پھونکتا ہے آگ
یہ جلانا نظر نہیں آتا

اک زمانہ مری نظر میں رہا
اک زمانہ نظر نہیں آتا

رہیے مشتاق جلوہ دیدار
ہم نے مانا، نظر نہیں آتا

دل پہ بیٹھا کہاں سے تیر نگاہ!
یہ نشانا نظر نہیں آتا

(۱۱)

آپ ہی دیکھتے ہیں ہم کو تو
دل کو آنا نظر نہیں آتا

ہمیں اے داغ کور باطن ہیں
ورنہ وہ کیا نظر نہیں آتا؟

داغ دہلوی

(۲)

سبق ایسا پڑھا دیا تو نے
دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے

کچھ تعلق رہا نہ دنیا سے
شغل ایسا بتا دیا تو نے

کس خوشی کی خبر سنا کے مجھے
غم کا پتلا بنا دیا تو نے

لاکھ دینے کا ایک دینا ہے
دل بے مدعا دیا تو نے

کیا بتاؤں کہ کیا لیا میں نے
کیا کہوں میں کہ کیا دیا تو نے

بے طلب جو ملا، ملا مجھ کو
بے غرض جو دیا، دیا تو نے

کہیں مشتاق سے حجاب ہوا
کہیں پردہ اٹھا دیا تو نے

جس قدر میں نے تجھ سے خواہش کی
اس سے مجھ کو سوا دیا تو نے

مٹ گئے دل سے نقش باطل
نقشہ اپنا جما دیا تو نے

داغ کو کون دینے والا تھا
جو دیا اے خدا، دیا تو نے

داغ دہلوی

(۳)

بوئے دل از غبار می آید
شاید آں شہسوار می آید

ایں ندائے زدار می آید
جاں فدا کن کہ یار می آید

عشق در ہر دیار نالہ کند
حسن از ہر دیار می آید

سینہ خالی کنید از دلہا
یار بہر شکار می آید!

مژدہ اے دل کہ بہر استقبال
رحمتش بے قرار می آید

ہم نشیں راز عشق می پرسد
نالہ بے اختیار می آید
من بہ پنہاں جگر تلاش کنم
او مگر آشکار می آید

جگر مراد آبادی

نعت

(۴)

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں
رخصت قافلہ کا شور غش سے ہمیں اٹھائے کیوں
سوتے ہیں ان کے سایے میں کوئی ہمیں جگائے کیوں
یاد حضور کی قسم، غفلت عیش ہے ستم
خوب ہیں قید غم میں ہم، کوئی ہمیں چھڑائے کیوں
دیکھ کے حضرت غنی، پھیل پڑے فقیر بھی
چھائی ہے، اب تو چھاؤنی حشر ہی آ نہ جائے کیوں
جان ہے عشق مصطفیٰ ﷺ، روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ، ناز دوا اٹھائے کیوں

خوش رہے گل پہ عندلیب، خارِ حرم مجھے نصیب
میری بلا بھی ذکر پر پھول کے خار کھائے کیوں

سنگِ درِ حضور سے، ہم کو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں

ہے تو رضا نرا ستم، جرم پہ گر لجائیں ہم
کوئی بجائے سوزِ غم، سازِ طرب بجائے کیوں

رضا بریلوی

(۵)

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
ترے دن اے بہار پھرتے ہیں

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں
دربدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

آہ! کل عیش تو کئے ہم نے
آج وہ بے قرار پھرتے ہیں

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

جان ہیں جان کیا نظر آئے
کیوں عدو گردِ غار پھرتے ہیں

پھول، کیا دیکھوں میری آنکھوں میں

دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں
ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں
پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں
کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں
رضا بریلوی

(۶)

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیان جس کا بیاں نہیں
بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں
ترے آگے یوں ہیں دبے لچے، فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں
وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں، وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہہ دو یاس و امید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں؟
یہ نہیں کہ خلد نہ ہو نکو وہ نکوئی کی بھی ہے آبرو!
مگر اے مدینہ کی آرزو جسے چاہے تو وہ سماں نہیں۔

ہے انہیں کے نور سے سب عیاں، ہے انہیں کے جلوہ میں سب نہاں
بنے صبح تابش مہر سے، رہے پیش مہر یہ جاں نہیں

وہی نور حق وہی ظل رب، ہے انہیں سے سب، ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں، کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں؟

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے، سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

سر عرش پر ہے تری گزر، دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں، وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروروں جہاں نہیں

ترا قد تو نادر دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

نہیں جس کے رنگ میں دوسرا، نہ تو ہو کوئی نہ کبھی ہوا
کہو، اس کو گل کہے کیا کوئی، کہ گلوں کا ڈھیر کہاں نہیں؟

کرے مدح اہل دول رضا، پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

رضا بریلوی

(۷)

یاد میں جس کی نہیں ہوش تن و جان ہم کو
پھر دکھا دے وہ رخ اے مہر فروزاں ہم کو

دیر سے آپ میں آنا نہیں ملتا ہے ہمیں
کیا ہی خود رفتہ کیا جلوہ جاناں ہم کو

جس تبسم نے گلستاں پہ گرائی بجلی
پھر دکھا دے وہ ادائے گل خنداں ہم کو

کاش آویزہ قندیل مدینہ ہو وہ دل
جس کی سوزش نے کیا رشک چراغاں ہم کو

عرش جس خوبی رفتار کا پامال ہوا
دو قدم چل کے دکھا سرو خراماں ہم کو

خاک ہو جائیں در پاک پہ حسرت مٹ جائے
یا الٰہی نہ پھرا بے سروساماں ہم کو

جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہار
نظر آتے ہیں خزاں دیدہ گلستاں ہم کو

پردہ اس چہرہ انور سے اٹھا کر ایک بار
اپنا آئینہ بنا اے مہ تاباں ہم کو

اے رضا وصف رخ پاک سنانے کے لئے
نذر دیتے ہیں چمن مرغ غزل خواں ہم کو

رضابریلوی

(۸)

زمین و زماں تمہارے لئے مکیں و مکاں تمہارے لئے
چنیں و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

دھن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

اصالت کل، امامت کل، سیادت کل، امارت کل
حکومت کل، ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک
زمین و فلک، سماک و سمک میں سکہ نشاں تمہارے لئے

یہ شمس و قمر، یہ شام و سحر، یہ برگ و شجر، یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر، یہ تاج و کمر، یہ حکم رواں تمہارے لئے

سحاب کرم روانہ کئے کہ آب نعم زمانہ پیئے
جو رکھتے تھے ہم وہ چاک سئے یہ ستر بداں تمہارے لئے

نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لئے

یہ طور کجا، سپہر تو کیا کہ عرش علا بھی دور رہا
جہت سے ورا وصال ملا یہ رفعت شاں تمہارے لئے

اشارے سے چاند چیر دیا، چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا، یہ تاب و تواں تمہارے لئے

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

رضا بریلوی

(۹)

دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے
بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے

اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو' وہ کیا نہ کرے

یہ وہی ہیں جو بخش دیتے ہیں
کوئی ان جرموں پر سزا نہ کرے

سب طبیبوں نے دے دیا ہے جواب
آہ عیسیٰ' اگر دوا نہ کرے!

دل کہاں لے چلا حرم سے مجھے؟
ارے تیرا برا خدا نہ کرے

دل میں روشن ہے شمع عشق حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)
کاش جوش ہوس ہوا نہ کرے

جب تری خو ہے سب کا جی رکھنا
وہی اچھا جو دل برا نہ کرے

دل سے اک ذوق مے کا طالب ہوں
کون کہتا ہے کہ اتقا نہ کرے

لے رضا سب چلے مدینہ کو
میں نہ جاؤں؟ ارے خدا نہ کرے!

رضا بریلوی

۱۰

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں، فقیروں کے ٹھہرانے والے

تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

رضابریلوی

۱۱

آنکھیں رو رو کے سوجھانے والے
جانے والے نہیں آنے والے

آنکھیں کچھ کہتی ہیں تجھ سے پیغام
او در یار کے جانے والے

جیتے کیا دیکھ کے ہیں؟ اے حورو!
طیبہ سے خلد میں آنے والے

حسن تیرا سا نہ دیکھا، نہ سنا
کہتے ہیں اگلے زمانے والے

لب سیراب کا صدقہ، پانی!
اے لگی دل کی بجھانے والے

ہو گیا دھک سے کلیجہ مرا
ہائے رخصت کی سنانے والے

خلق تو کیا کہ ہیں خالق کو عزیز
کچھ عجب بھاتے ہیں بھانے والے

کیوں رضا آج گلی سونی ہے؟
اٹھ مرے دھوم مچانے والے

رضابریلوی

(۱۲)

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے
بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے

مہ بے داغ کے صدقے جاؤں
یوں دمکتے ہیں دمکنے والے

عرش تک پھیلی ہے تاب عارض
کیا جھلکتے ہیں جھلکنے والے

عاصیو! تھام لو دامن ان کا
وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے

ارے یہ جلوہ گہ جاناں ہے
کچھ ادب بھی ہے پھڑکنے والے

شمع یاد رخ جاناں نہ بجھے
خاک ہو جائیں بھڑکنے والے

موت کہتی ہے کہ جلوہ ہے قریب
اک ذرا سو لیں' بلکنے والے

دل سلگنا ہی بھلا ہے اے ضبط
بجھ بھی جاتے ہیں دہکنے والے

دیکھ او زخم دل' آپے کو سنبھال
پھوٹ بہتے ہیں تپکنے والے

مے کہاں اور کہاں میں زاہد
یوں چہکتے ہیں چہکنے والے

کف دریائے کرم میں ہیں رضا
پانچ فوارے چھلکنے والے

رضابریلوی

(۱۳)

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جانِ مراد اب کدھر ہائے ترا مکان ہے!

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ' فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

اک ترے رخ کی روشنی چین ہے دوجہان کی
انس کا انس اسی سے ہے جان کی وہی جان ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا' وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو!
جان ہیں وہ جہان کی' جان ہے تو جہان ہے

گود میں عالمِ شباب حال شباب کچھ نہ پوچھ
گلبنِ باغ نور کی اور ہی کچھ اٹھان ہے

تجھ سا سیاہ کار کون' ان سا شفیع ہے کہاں؟
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں' دل یہ ترا گمان ہے

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

خوف نہ رکھ رضا ذرا' تو تو ہے عبد مصطفٰے
تیرے لئے امان ہے' تیرے لئے امان ہے

رضابریلوی

(۱۴)

اک رند ہے اور مدحت سلطان مدینہ
ہاں کوئی نظر رحمت سلطان مدینہ

تو صبح ازل آئینہ حسن ازل بھی
اے صل علیٰ صورت سلطان مدینہ

دامان نظر تنگ و فراوانی جلوہ
اے طلعت حق طلعت سلطان مدینہ

اے خاک مدینہ تری گلیوں کے تصدق
تو خلد ہے تو جنت سلطان مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروف عبادت
دیکھوں میں در دولت سلطان مدینہ

اک ننگ غم عشق بھی ہے منتظر دید
صدقے تیرے اے صورت سلطان مدینہ

کونین کا غم، یاد خدا، درد شفاعت
دولت ہے یہی دولت سلطان مدینہ

اے عالم تکویں ترے اسرار حقیقت
من جملہ یک آیت سلطان مدینہ

ظاہر میں غریب الغرباء پھر بھی یہ عالم

شاہوں سے سوا سطوت سلطان مدینہ
اس امت عاصی سے نہ پھیر خدایا
نازک ہے بہت غیرت سلطان مدینہ
اے جان بلب آمدہ ہشیار خبردار
وہ سامنے ہیں حضرت سلطان مدینہ
کچھ ہم کو نہیں کام جگر اور کسی سے
کافی ہے بس اک نسبت سلطان مدینہ
جگر مراد آبادی

(۱۵)

اے از لب صادقت شنیدہ
نادیدہ خدا' خدائے دیدہ
اے مثل تو در جہاں نگارے
یزداں دگرے نہ آفریدہ
اے آں کہ بہ امتزاج کامل
در جملہ صفات برگزیدہ
تو پر تو حسن ذات او' از تو
یک شمہ بہ دیگراں رسیدہ
اے بے ہمہ خلق و باہمہ خلق
اے از ہمہ خلق برگزیدہ!

آں خیر کہ بود در زمانت
بعداز تو' زمانہ ہم نہ دیدہ

در عشق و وفا یکے مثالش
نے دیدہ و نے زکس شنیدہ

امروز ببین کہ مرد ماں را
کارے بہ ہلاکتے رسیدہ

مشرق ہمہ پر ز فتنہ و شر
مغرب ہمہ مست و سرکشیدہ

طے کردہ مراحل و منازل
تا سدرہ بہ ساعتے رسیدہ

وز سدرہ بہ منتہائے قوسین
با عظمت خاص رہ بریدہ

اے آں کہ درون پردہ راز
از خویش بہ خویشتن رسیدہ

کے عقل تو اں رسد بہ پایاں
ہم عشق ھنوز نارسیدہ

لولاک لما خلقت الافلاک
در مدح تو جان ہر قصیدہ

اے اسم تو حرز جان عاشق
اے ذکر تو نور قلب و دیدہ

اے بر تو نثار شرم عصیان
اے بر تو فدا دل تپیدہ
یک گوشہ چشم التفاتے
بر امتیان غم رسیدہ
استادہ بہ پیش بارگاہت
پیرے بہ رخ آستیں کشیدہ
شاید جگر حزیں ہمیں است
از بار گنہ کمر خمیدہ

جگر مراد آبادی

(۱۶)

دل برد از من دیروز شامے
فتنہ طرازے' محشر خرامے
روئے مبینش صبح تجلی
لوح جبینش ماہ تمامے
مشکین خط او سنبل بہ گلشن
لعلیں لب او بادہ بہ جامے
چشمے کہ کوثر یک جرعہ او
قدے کہ طوباش ادنی غلامے
عارض چہ عارض گیسو چہ گیسو

صبحے چہ صبحے، شامے چہ شامے
آں تیغ ابرووان تیر مژگان
آمادہ ہریک بر قتل عامے
برق نگاہش صد جاں بدامن
زلف سیاہش صد دل بہ دامے
ہر عشوہ او شیریں مقامے
ہر غمزہ او رنگیں پیامے
از جسم لرزاں، لرزاں دو عالم
و ز زلف برہم، برہم نظامے
گاہے بہ مستی طاؤس رقصاں
گاہے بشوخی آہو خرامے
از بار مینا لرزش بدستے
و ز کیف صہبا لغزش بہ گامے
گفتم چہ جوئی، گفتا دل و جاں
گفتم چہ خواہی گفتا غلامے

جگر مراد آبادی

(۱۷)

قدرت کی آن والے رحمت کی شان والے
تجھ پر جہاں تصدق او پاک جان والے

وہ رہ نورد جادہ اسریٰ تم ہی تو ہو
پیتے ہی جس کے زندگی جاوداں ملی
اس جاں فزا زلال کی مینا تم ہی تو ہو
دنیا میں رحمت دو جہاں اور کون ہے؟
جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تم ہی تو ہو
گرتے ہوؤں کو تھام لیا جس کے ہاتھ نے
اے تاجدار یثرب و بطحا تم ہی تو ہو
پپتا سنائیں جا کے تمہارے سوا کسے؟
ہم بے کسان ہند کے ملجا تم ہی تو ہو
ظفر علی خاں ظفر

(۱۹)

تو وہ نبی کہ پھونک دی بزم نشاط کافری
رعشہ خوف بن گیا رقص بتان آزری
خشک عرب کی خاک سے لہریں اٹھیں نیاز کی
قلزم ناز حسن میں اف رے تری شناوری
بھٹکے ہوؤں پہ کی نظر، رشک خضر بنا دیا
سلجھا ہوا تھا کس قدر تیرا دماغ رہبری
تیرے سخن سے دب گئے لاف گزاف کفر کے
تیرے نفس نے سرد کی گرمی مہر خاوری

تیرے کرم نے ڈال دی طرح خلوص و بندگی
تیرے غضب نے بند کی رسم و رہ ستم گری

چشمہ ترے بیان کا غار حرا کی خامشی
نغمہ ترے سکوت کا نعرۂ فتح خیبری

زمزمہ تیرے ساز کا لحن بلال حق نوا
صاعقہ تیرے ابر کا لرزش روح بوذری

آئینہ تیرے سوز کا گریہ عابد حزیں
عکس ترے گداز کا سوز دل آباذری

شان ترے ثبات کی عزم شہید کربلا
شرح ترے جلال کی ضربت دست حیدری

تیرا لباس فاخرہ چادر کہنہ بتول
تیری غذائے خوش مزہ نان شعیر حیدری

جوش تیرے علوم کا وضع طریق اہل دل
جذب تری نگاہ کا رسم و رہ قلندری

جن کی نگاہ تجھ پہ ہو کیوں نہ رہیں وہ مطمئن
گرد شکن سے پاک ہے، تیری جبیں دل بری

تیرے نوائے بینوا تیرے حضور آئے ہیں
آنکھوں میں اشک بیکسی دل میں غم سبک سری

آج ہوائے ظلم سے ان کے سروں پہ خاک ہے
رکھی تھی جن کے فرق پر تو نے کلاہ سروری

اٹھ کہ تیرے دیار میں پرچم کفر کھل گیا
دیر نہ کر کہ پڑ گئی صحن حرم میں ابتری
جوش کے حال زار پر رحم کہ تیری ذات ہے
شعلہ طور مرحمت شمع حریم دل بری
جوش ملیح آبادی

(۲۰)

در خیر الوریٰ ہے اور میں ہوں
میرے غم کی دوا ہے اور میں ہوں
مرادوں کو ملی ہے منزل شوق
دعاؤں کا صلہ ہے اور میں ہوں
مرے ارماں مچلتے جا رہے ہیں
در حاجت روا ہے اور میں ہوں
خوشا قسمت کہ محراب النبی (ﷺ) میں!
کسی کا نقش پا ہے اور میں ہوں
بھرا ہے جس نے دامان دو عالم
وہی دست سخا ہے اور میں ہوں
در اقدس کے آگے دل ہے لرزاں
کہ ان کا سامنا ہے اور میں ہوں
ہوا ہوں باب رحمت سے جو داخل

عطاؤں پر عطا ہے اور میں ہوں
دکھا بہزاد کو ہر سال بطحا
یہی پیہم دعا ہے اور میں ہوں
بہزاد لکھنوی

(۲۱)

مدینہ دل و روح و جاں لے کے جاؤں
محبت کا سارا جہاں لے کے جاؤں
رہی ہے جو سرگرم ان کی ثنا میں
وہ فکر سخن، وہ زباں لے کے جاؤں
بھلا دوں جو کاذب ہے، روداد میری
جو حق ہے وہی داستاں لے کے جاؤں
نہ چھوٹے کبھی یہ دیار مدینہ
یہ حسرت سر آستاں لے کے جاؤں
جو تڑپا رہا ہے مری زندگی کو
میں وہ دل کا درد نہاں لے کے جاؤں
نہیں لائق نذر بہزاد کچھ بھی!
میں کیا پیش شاہ شہاں لے کے جاؤں
بہزاد لکھنوی

(۲۲)

مدینہ کا فیض و کرم اللہ اللہ!
کہ ہونٹوں پہ ہے دم بدم اللہ اللہ

خوشا آرزوئے دیار مدینہ
کہ باقی نہیں کوئی غم اللہ اللہ

نہ دیکھا تو دنیا میں کچھ بھی نہ دیکھا
وہ روضہ' وہ باب حرم اللہ اللہ

مری روح پر رحمتیں چھا رہی ہیں
تصور میں ہے وہ حرم اللہ اللہ

بڑی کام آئی جالی کے آگے
خوشا بخت یہ چشم نم اللہ اللہ

تصور کے صدقے جہاں حق ہی حق ہے
وہاں روز جاتے ہیں ہم اللہ اللہ

وہاں دل جھکایا ہے بہزاد میں نے
جہاں ہے وہ نقش قدم اللہ اللہ

بہزاد لکھنوی

(۲۳)

اے مظہر ذات خدا' وے مشرق نور ہدیٰ
اے منبع نور و ضیا' و ے معدن جود و سخا

اے خواجہ ہر دوسرا' وے پیشوائے انبیاء

اے رہنمائے اتقیاء وے مقتدائے اصفیاء

ہم مبداء عالم توئی' ہم منشاء آدم توئی

ہم مظہر اعظم توئی' مصباح کنز اختفا

اے جان من جانان من' وے دین من ایمان من

اے جان من! اے جان من! صد جان جاں برتو فدا

دارم ہوائے روئے تو افتادہ ام در کوئے تو

جاں می دہم بر بوئے تو' اے بررخت صد جان فدا

(۲۴)

وہ جناب عقدہ کشائے جاں

در پاک عقدہ کشائے دل

دل و جاں دونوں پہ ہو فدا

یہ دوائے جاں وہ دوائے دل

جو گزر ہو اس در پاک پر

تو بر آئے دونوں کی آرزو

ادھر اپنا حال سناؤں میں

ادھر اپنا حال سنائے دل

تری ہر گلی' ترا آستاں

تری ذات' تری تسلیاں

یہ برائے تن وہ برائے سر

یہ برائے جاں وہ برائے دل
یہ دعائیں دونوں قبول ہوں
تو خدا ہے دونوں جہان کا
تری راہ میں میری جائے جاں
ترے دوست پر میرا آئے دل
اِدھر اُس جہاں میں فضل کر
اُدھر اس جہاں میں نجات دے
یہی عرض تجھ سے ہے کیف کی
یہی رات دن ہے دعائے دل
کیف

(۲۵)

سلام اے صبح کعبہ' السلام اے شام بت خانہ
تو چمکا بزم آزر میں بانداز خلیلانہ
حریم پاک تیرا اک بلند ایواں حقیقت کا
جہاں جبریل بھی ہے مختصر سا ایک پروانہ
کہیں تو زندگی پیرا بہ اعجاز لب عیسیٰ
کہیں تو خطبہ فرما اوج طائف پر کلیمانہ
فروغ آفرینش قوتوں پر تیری قائم ہے
کہیں تو شمع محفل ہے کہیں تو نور کاشانہ

کچھ اس انداز سے جلوہ نمائی تو نے فرمائی
بساط دہر پر ہے ذرہ ذرہ تیرا دیوانہ
یہ دنیا تیری نظروں میں مثال نقطہ ناقص
یہ عالم سامنے تیرے بقدر ظرف یک دانہ
مجھے معلوم ہے راز غلامی اہل عالم کا
ہے آداب سیاست سے ترے' ذہن ان کا بیگانہ
اگر پیرو ترا پھر عالم ایجاد ہو جائے!
تو انساں کیا ساری کائنات آزاد ہو جائے

سیماب اکبر آبادی

(۲۶)

عاصیوں کو در تمھارا مل گیا
بے ٹھکانوں کو ٹھکانا مل گیا
فضل رب سے پھر کمی کس بات کی
مل گیا سب کچھ جو طیبہ مل گیا
کشف راز من رانی یوں ہوا
تم ملے تو حق تعالیٰ مل گیا
بے خودی ہے باعث کشف حجاب
مل گیا ملنے کا رستا مل گیا
ان کے در نے سب سے مستغنی کیا

بے طلب بے خواہش اتنا مل گیا

ناخدائی کے لئے آئے حضور
ڈوبتو' نکلو' سہارا مل گیا

آنکھیں پرنم ہو گئیں' سر جھک گئے
جب ترا نقش کف پا مل گیا

خلد کیسا' کیا چمن' کس کا وطن
مجھ کو صحرائے مدینہ مل گیا

ہے محبت کس قدر نام خدا
نام حق سے نام والا مل گیا

ان کے طالب نے جو چاہا' پا لیا
ان کے سائل نے جو مانگا' مل گیا

تیرے در کے ٹکڑے ہیں اور میں غریب
مجھ کو روزی کا ٹھکانا مل گیا

اے حسن فردوس میں جائیں احباب
ہم کو صحرائے مدینہ مل گیا

محمد حسن رضا خاں بریلوی

(۲۷)

درد دل کر مجھے عطا یا رب
دے مرے درد کی دوا یا رب

لاج رکھ لے گناہگاروں کی
نام رحمٰن ہے ترا یا رب
عیب میرے نہ کھول محشر میں
نام ستار ہے ترا یا رب
بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل
نام غفار ہے ترا یا رب
زخم گہرا سا تیغ الفت کا
میرے دل کو بھی کر عطا یا رب
یوں گموں میں کہ تجھ سے مل جاؤں
یوں گما اس طرح ملا یا رب
بھول کر بھی نہ آئے یاد اپنی
میرے دل سے مجھے بھلا یا رب
خاک کر اپنے آستانے کی
یوں ہمیں خاک میں ملا یا رب
میری آنکھیں مرے لئے ترسیں
مجھ سے ایسا مجھے چھپا یا رب
ٹیس کم ہو نہ درد الفت کی
دل تڑپتا رہے مرا یا رب
نہ بھریں زخم دل ہرے ہو کر
رہے گلشن ہرا بھرا یا رب

تیری جانب یہ مشت خاک اڑے
بھیج ایسی کوئی ہوا یا رب
داغ الفت کی تازگی نہ گھٹے
باغ دل کا رہے ھرا یا رب
تو نے میرے ذلیل ہاتھوں میں
دامن مصطفیٰ (ﷺ) دیا یا رب
تو نے دی مجھ کو نعمت اسلام
پھر جماعت میں لے لیا یا رب
دولتیں ایسی، نعمتیں اتنی
بے غرض تو نے کیں عطا یا رب
دے کے لیتے نہیں کریم کبھی
جو دیا جس کو دے دیا یا رب
تو کریم اور کریم بھی ایسا
کہ نہیں جس کا دوسرا یا رب
اس نکمے سے کام لے ایسے
یہ نکما ہو کام کا یا رب
ہر بھلے کی بھلائی کا صدقہ
اس برے کو بھی کر بھلا یا رب
میں نے بنتی ہوئی بگاڑی بات
بات بگڑی ہوئی بنا یا رب

صدقہ اس دی ہوئی بلندی کا
پستیوں سے مجھے بچا یا رب

آستاں پر ترے ترا منگتا
سن کر آیا ہے یہ صدا یا رب

مجھے دونوں جہاں کے غم سے بچا
شاد رکھ شاد دائما یا رب

اہلسنت کی ہر جماعت پر
ہر جگہ ہو تری عطا یا رب

دشمنوں کے لئے ہدایت کی
تجھ سے کرتا ہوں التجا یا رب

تو حسن کو اٹھا حسن کر کے
ہو مع الخیر خاتمہ یا رب

(حسن رضا بریلوی)

(۲۸)

سحاب رحمت باری ہے بارہویں تاریخ
کرم کا چشمہ جاری ہے بارہویں تاریخ

ہمیں تو جان سے پیاری ہے بارہویں تاریخ
عدو کے دل کو کٹاری ہے بارہویں تاریخ

اسی نے موسم گل کو کیا ہے موسم گل

بہار فصل بہاری ہے بارہویں تاریخ
بنی ہے سرمہ چشم بصیرت و ایمان
اٹھی جو گرد سواری ہے بارہویں تاریخ
ہزار عید ہوں ایک ایک لحظہ پر قربان
خوشی دلوں پہ وہ طاری ہے بارہویں تاریخ
فلک پہ عرش بریں کا گمان ہوتا ہے
زمین خلد کی کیاری ہے بارہویں تاریخ
دلوں کے میل دھلے، گل کھلے، سرور ملے
عجیب چشمہ جاری ہے بارہویں تاریخ
چڑھی ہے اوج پہ تقدیر خاکساروں کی
خدا نے جب سے اتاری ہے بارہویں تاریخ
خدا کے فضل سے ایمان میں ہیں ہم پورے
کہ اپنی روح میں ساری ہے بارہویں تاریخ
ولادت شہ دیں ہر خوشی کا باعث ہے
ہزار عید سے بھاری ہے بارہویں تاریخ
حسن ولادت سرکار سے ہوا روشن
مرے خدا کو بھی پیاری ہے بارہویں تاریخ

(حسن رضا خاں بریلوی)

(۲۹)

تیرے در پہ ساجد ہیں شاہان عالم
تو سلطان عالم ہے ایمان عالم

یہ پیاری ادائیں، یہ نیچی نگاہیں
فدا جان عالم ہو ایمان عالم

کسی اور کو بھی یہ دولت ملی ہے
گدا کس کے در کے ہیں شاہان عالم

میں در در پھروں چھوڑ کر کیوں ترا در
اٹھائے بلا میری احسان عالم

میں سرکار عالی کے قربان جاؤں
بھکاری ہیں اس در کے شاہان عالم

مرے دبدبہ والے میں تیرے صدقے
تیرے در کے کتے ہیں شیران عالم

تمہاری طرف ہاتھ پھیلے ہیں سب کے
تمہیں پورے کرتے ہو ارمان عالم

مجھے زندہ کر دے، مجھے زندہ کر دے
مری جان عالم، مری جان عالم

مسلمان مسلمان ہیں تیرے سبب سے
مری جان تو ہی ہے ایمان عالم

مرے آن والے مری شان والے
گدائی ترے در کی ہے شان عالم

اس کی قسمت پہ فدا تخت شاہی کی راحت
خاک طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

آج جو عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رسوائی ہو

یہی منظور تھا قدرت کو کہ سایہ نہ بنے
ایسے یکتا کے لیے ایسی ہی یکتائی ہو

جب اٹھے دست اجل سے مری ہستی کا حجاب
کاش اس پردہ کے اندر تری زیبائی ہو

کبھی ایسا نہ ہوا ان کے کرم کے صدقے
ہاتھ کے پھیلنے سے پہلے نہ بھیک آئی ہو

بند جب خواب اجل سے ہوں حسن کی آنکھیں
اس کی نظروں میں ترا جلوہ زیبائی ہو

حسن رضاخاں بریلوی

(۳۲)

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

مبارک رہے عندلیبو تمہیں گل

(۴۷)

ہمیں گل سے بہتر ہے خار مدینہ
مری خاک یا رب نہ برباد جائے
پس مرگ کر دے غبار مدینہ
رگ گل کی جب نازکی دیکھتا ہوں
مجھے یاد آتے ہیں خار مدینہ
ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی
شب و روز خاک مزار مدینہ
جدھر دیکھیے باغ جنت کھلا ہے
نظر میں ہیں نقش و نگار مدینہ
رہیں ان کے جلوے بسیں ان کے جلوے
مرا دل بنے یادگار مدینہ
دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ یہاں کا
ہمیں اک نہیں ریزہ خوار مدینہ
مراد دل بلبل بے نوا دے
خدایا دکھا دے بہار مدینہ
شرف جن سے حاصل ہوا انبیاء کو
وہی ہیں حسن افتخار مدینہ
حسن رضاخاں بریلوی

(۴۳)

جان سے تنگ ہیں قیدی غم تنہائی کے

صدقے جاؤں میں تری انجمن آرائی کے
بزم آرا ہوں اجالے تری زیبائی کے
کب سے مشتاق ہیں آئینے خود نمائی کے

خاک ہو جائے اگر تیری تمناؤں میں
کیوں ملیں خاک میں ارمان تمنائی کے

ورفعنا لک ذکرک کے چمکتے خورشید
لامکاں تک ہیں اجالے تری زیبائی کے

لب جاں بخش کی کیا بات ہے سبحان اللہ
تم نے زندہ کئے اعجاز مسیحائی کے

اپنے دامن میں چھپائیں وہ مرے عیبوں کو
اے زہے بخت مری ذلت و رسوائی کے

دیکھنے والے خدا کے ہیں خدا شاہد ہے
دیکھنے والے ترے جلوہ زیبائی کے

اے حسن کعبہ ہی افضل سہی اس در سے مگر
ہم تو خوگر ہیں یہاں ناصیہ فرسائی کے

حسن رضا خاں بریلوی

(۳۴)

پردے جس وقت اٹھیں جلوہ زیبائی کے
وہ نگہبان رہیں چشم تمنائی کے

دھوم ہے فرش سے تا عرش تری شوکت کی
خطبے ہوتے ہیں جہانبانی و دارائی کے

لاش احباب اسی در پہ پڑی رہنے دیں
کچھ تو ارمان نکل جائیں جبیں سائی کے

جلوہ گر ہو جو کبھی چشم تمنائی میں
پردے آنکھوں کے ہوں پردے تری زیبائی کے

خاک پامال ہماری بھی پڑی ہے سر راہ
صدقے اے روح رواں تیری مسیحائی کے

کیوں نہ وہ ٹوٹے دلوں کے کھنڈر آباد کریں
کہ دکھاتے ہیں کمال انجمن آرائی کے

زینتوں سے ہے حسینان جہاں کی زینت
زینتیں پاتی ہیں صدقے تری زیبائی کے

نام آقا جو ہوا لب سے غلاموں کے بلند
بالا بالا گئے غم آفت بالائی کے

عرش پر کعبہ و فردوس و دل مومن میں
شمع افروز۔ ہیں اک تری یکتائی کے

ترے محتاج نے پایا ہے وہ شاہانہ مزاج
اس کی گدڑی کو بھی پیوند ہوں دارائی کے

اپنے ذروں کے سیہ خانوں کو روشن کر دو

مہر ہو تم فلک انجمن آرائی کے
پورے سرکار سے چھوٹے بڑے ارمان ہوں سب
اے حسن میرے مرے چھوٹے بڑے بھائی کے

حسن رضا خاں بریلوی

(۳۵)

باغ جنت میں نرالی چمن آرائی ہے
کیا مدینہ پہ فدا ہو کے بہار آئی ہے
ان کے گیسو نہیں رحمت کی گھٹا چھائی ہے
ان کے ابرو نہیں دو قبلوں کی یکجائی ہے
سنگریزوں نے حیات ابدی پائی ہے
ناخنوں میں ترے اعجاز مسیحائی ہے
جس کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہیں حسن و جمال
اے حسین تیری ادا اس کو پسند آئی ہے
تیرے جلووں میں یہ عالم ہے کہ چشم عالم
تاب دیدار نہیں پھر بھی تماشائی ہے
جب تری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی
جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے
سر سے پا تک تری صورت پہ تصدق ہے جمال
اس کو موزونی اعضا یہ پسند آئی ہے

درد دل کس کو سناؤں میں تمھارے ہوتے
بے کسوں کی اسی سرکار میں سنوائی ہے
آپ آئے تو منور ہوئیں اندھی آنکھیں
آپ کی خاک قدم سرمہ بینائی ہے
چشم بے خواب کے صدقے میں ہیں بیدار نصیب
آپ جاگے تو ہمیں چین سے نیند آئی ہے
باغ فردوس کھلا فرش بچھا عرش سجا
اک ترے دم کی یہ سب انجمن آرائی ہے
کھیت سرسبز ہوئے پھول کھلے' میل دھلے
اور پھر فضل کی گھنگھور گھٹا چھائی ہے
ہاتھ پھیلائے ہوئے دوڑ پڑے ہیں منگتا
میرے داتا کی سواری سر حشر آئی ہے
فرش سے عرش تک اک دھوم ہے اللہ اللہ
اور ابھی سینکڑوں پردوں میں وہ زیبائی ہے
اے حسن حسن جہاں تاب کے صدقے جاؤں
ذرے ذرے سے عیاں جلوہ زیبائی ہے

حسن رضاخاں بریلوی

(۳۶)

وہ اٹھی دیکھ لو گرد سواری

عیاں ہونے لگے انوار باری
مودب ہاتھ باندھے آگے آگے
چلے آتے ہیں کہتے آگے آگے
فدا جن کے شرف پر سب نبی ہیں
یہی ہیں وہ یہی ہیں وہ یہی ہیں
یہی والی ہیں سارے بیکسوں کے
یہی فریاد رس ہیں بے بسوں کے
یہی ٹوٹے دلوں کو جوڑتے ہیں
یہی بند الم کو توڑتے ہیں
اسیروں کے یہی عقدہ کشا ہیں
غریبوں کے یہی حاجت روا ہیں
یہی ہیں بے کلوں کی جان کے کل
انھیں سے ٹھیک ہے ایمان کی کل
انہیں سے ٹھیک ہے سامان عالم
انہیں پر ہے تصدق جان عالم
یہی مظلوم کی سنتے ہیں فریاد
یہی کرتے ہیں ہر ناشاد کو شاد
انھیں ہر دم خیال عاصیاں ہے
انھیں پر آج بار دو جہاں ہے
کسے قدرت نہیں معلوم ان کی

مچی ہے دو جہاں میں دھوم ان کی
سہارا ہیں یہی ٹوٹے دلوں کے
یہی مرہم ہیں غم کے گھائلوں کے
فزوں رتبہ ہے صبح و شام ان کا
محمد مصطفےٰ (ﷺ) ہے نام ان کا
مزین سر پہ ہے تاج شفاعت
عیاں ہے جس سے معراج شفاعت
سواری میں ہجوم عاشقاں ہے
کوئی چپ ہے کوئی محو فغاں ہے
کوئی دامن سے لپٹا رو رہا ہے
کوئی ہر گام محو التجا ہے
کوئی کہتا ہے حق کی شان ہیں یہ
کوئی کہتا ہے میری جان ہیں یہ
ز مجبوری بر آمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم
اٹھیں تعظیم کو یاران محفل
ہوا جلوہ نما وہ جان محفل
خبر تھی جن کے آنے کی وہ آئے
جو زینت ہیں زمانے کی وہ آئے
فقیرو جھولیاں اپنی سنبھالو

بڑھو سب حسرتیں دل کی نکالو
پکڑ لو ان کا دامن بے نواؤ
مرا ذمہ ہے جو مانگو وہ پاؤ
مجھے اقرار کی عادت ہے معلوم
نہیں پھرتا ہے سائل ان کا محروم
کرو تو سامنے پھیلا کے دامن
یہ سب کچھ دیں گے خالی پا کے دامن
حسن ھاں مانگ لے جو مانگنا ہو
بیان کر آپ سے جو مدعا ہو

حسن رضا خاں بریلوی

۳۷

اے مدینہ کے تاجدار سلام
اے غریبوں کے غمگسار سلام
تیری اک اک ادا پہ اے پیارے
سو درو دین فدا ہزار سلام
رب سلم کے کہنے والے پر
جان کے ساتھ ہوں نثار سلام
میرے پیارے پہ میرے آقا پر
میری جانب سے لاکھ بار سلام

میرے بگڑی بنانے والے پر
بھیج اے میرے کردگار سلام

اس پناہ گناہگاراں پر
یہ سلام اور کروڑ بار سلام

اس جواب، سلام کے صدقے
تا قیامت ہوں بے شمار سلام

ان کی محفل میں ساتھ لے جائیں
حسرت جان بے قرار سلام

وہ سلامت رہا قیامت میں
پڑھ لیے جس نے دل سے چار سلام

عرض کرتا ہے یہ حسن تیرا
تجھ پر اے خلد کی بہار سلام

حسن رضاخاں بریلوی

(۳۸)

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلم دان گیا

لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا
میرے مولیٰ مرے آقا ترے قربان گیا

آہ! وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی

ہائے وہ دل جو ترے در سے پر ارمان گیا
دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آج لے ان کی پناہ، آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانگیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

(۳۹)

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی ﷺ
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی ﷺ

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا

نور اول کا جلوہ ہمارا نبی ﷺ
بجھ گئیں جس کے آگے سب ہی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی ﷺ

جن کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی ﷺ
خلق سے اولیاء' اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکین حسن والا ہمارا نبی ﷺ
جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی ﷺ
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

ملک کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ
لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکان کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے

ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی ﷺ
سارے اونچوں میں اونچا سمجھئے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی ﷺ
سب چمک والے اجلوں میں چمکا کیے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی ﷺ
جس نے مردہ دلوں کو دی عمر ابد
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی ﷺ
غم زدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

(۴۰)

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
جب آ گئی ہیں جوش رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں
اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں
ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے

اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں

اسرا میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے
ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیئے ہیں

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں

دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پرخار بادیئے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفیٰ (ﷺ) نے دریا بہا دیئے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

۴۱

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہر چرخ نبوت پہ روشن درود
گل باغ رسالت پہ لاکھوں سلام

شہر یار ارم تاجدار حرم

نو بہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

مجھ سے بیکس کی دولت پہ لاکھوں درود
مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں
اس گل پاک منبت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سر سروراں خم رہیں
اس سرتاج رفعت پہ لاکھوں سلام

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بنی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

جن کے آگے چراغ جھلملائے
ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود

نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

خط کے گرد دھن وہ دل آراء پھبن
سبزہ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام

ریش خوش معتدل مرہم ریش دل
ہالہ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں!
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

وہ دھن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اس دھن کی طراوت پہ لاکھوں سلام

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

حجر اسود، کعبہ جان و دل
یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اٹھا بس غنی کر دیا
موج بحر سخاوت پہ لاکھوں سلام

جس کو بار دو عالم کی پروا نہیں

ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں
غنچہ راز وحدت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند!
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود
بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے کھچی گردنیں جھک گئیں
اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

ان کے مولی کے ان پر کروروں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

پار ہائے صحف، غنچہ ہائے قدس
اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام

بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب

تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں "ہاں رضا"
"مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام"

رضابریلوی

(۴۲)

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادی دیدار حسن مصطفیٰ (ﷺ) کا ساتھ ہو

یا الٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبح جاں فزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شور دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحب کوثر شہ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمی محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامہ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوش خلق ستار خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حساب خندہ بے جا رلائے
چشم گریان شفیع مرتجی کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے
رب سلم کہنے والے غمزدا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب آمین ربنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدار عشق مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ ہو

ضروری نوٹ: یہ مجموعہ نعت "مواعظ مظہری" مطبوعہ ۱۹۶۹ء کراچی میں شامل تھا۔ لیکن علیحدہ کتابی صورت میں اٹھائیس برس کے بعد ۱۹۹۷ء میں رضا اکیڈمی، لاہور شائع کر رہی ہے۔

ایمان افروز روح پرور اور محافظ عقائد حقہ پر

تحقیقی کتب

- بزم اولیاء ترجمہ روض الریاحین — امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ، ترجمہ علامہ بدر القادری
- قصیدہ بردہ شریف — امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمۃ، منظوم ترجمہ: عبداللہ ہلال صدیقی
- مالک و مختار نبی صلی اللہ علیہ وسلم — امام احمد رضا خان بریلوی
- البریلویہ پر تنقیدی جائزہ — علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
- انوار شریعت — علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی
- دعوت فکر — علامہ محمد منشا تابش قصوری
- شرح حدائق بخشش — جلد چہارم، علامہ فیض احمد اویسی
- شرح حدائق بخشش — جلد پنجم، علامہ فیض احمد اویسی
- محمد نور — علامہ محمد منشا تابش قصوری
- موت کا منظر — علامہ عبدالرزاق بھترالوی

رضا دار الاشاعت لاہور

۲۵- نشتر روڈ